ملک میں تحقیق مخطوطات کے کام کا جائزہ

محمد ادریس زبیر☆

مخطوطات کی حفاظت اور تحقیق ہمارا قومی، ملی اور دینی فریضہ ہے۔

تحقیق مخطوطات کا یہ مقصود نہیں کہ نص (متن) کو لکھ دیا جائے اور اس کے مشکل مقامات کی وضاحت اسی طرح کر دی جائے کہ کتاب میں مؤلف کے کام سے تجاوز محسوس ہو یا اس کے علمی کام میں اپنی بھی ایک گونہ شرکت کو یقینی بنا دیا جائے۔ بلکہ تحقیق کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ نص (متن) کو علمی اور تحقیقی اصول و قواعد کے مطابق پیش کیا جائے جس میں توضیح نص اور نص (متن) کا ضبط صحیح نظر آتا ہو۔

پاکستان میں تحقیق مخطوطات:

ملک میں تحقیق مخطوطات کا ذوق تو نادر ہی ملتا ہے مگر جو ادارے اس کام کی سرپرستی کر سکتے تھے انہوں نے بھی اس کام کو بہت معمولی حیثیت دی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے اپنے طلبہ اور ریسرچ سکالرز میں پاک و ہند کے علماء کی کاوشوں کو موضوع بحث بنانے کا رجحان عام کیا جن میں مخطوطات کی تحقیق بھی شامل تھی۔ مگر وہاں بھی تحقیق مخطوطات کی قابل ذکر تعداد سامنے نہیں آئی۔

اس طرح اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے بھی یہ توقع تھی کہ اپنے طلبہ میں اس ذوق کو اجاگر کرنے کے لئے تحقیق مخطوطات کی ہمت افزائی کرے گی۔ مگر یہاں بھی مسلسل یہ سوچا اور سمجھا گیا کہ ہمارے طلبہ ابھی تحقیق مخطوطات کا صحیح فہم نہیں رکھتے حالانکہ تحقیق کے بارے میں کورس تک پڑھائے جاتے ہیں مزید یہ کہ اس کام کے لئے ایک وسیع لائبریری کے نہ ہونے کا عذر بھی کیا جاتا ہے۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر (حدیث و علوم الحدیث) کلیہ اصول الدین، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد نے بھی اپنے قیام سے لے کر اب تک چند مخطوطات کی تحقیق پر اکتفا کیا اور یہ بھی محققین کی ذاتی دلچسپی کے سبب ممکن ہوا۔

اب تک ملکی سطح پر تحقیق مخطوطات کے سلسلے میں ہونے والی کوششوں کو ہم چار اقسام میں منقسم کر سکتے ہیں:

۱۔ وہ مخطوطات جن کی تحقیق ملک میں ہوئی مگر ان کی طباعت باہر ہوئی جیسے "مسند الطیالسی" تحقیق ارشاد الحق اثری' الصاغانی کی "الشوارد فی اللغتہ" تحقیق: د۔احمد خان

۲۔ وہ مخطوطات جن کی تحقیق باہر ہوئی۔ مگر طباعت ہمارے ملک میں ہوئی مثلاً "معجم السفر" تحقیق ڈاکٹر ایس ایم زمان

۳۔ کچھ ایسے بھی مخطوطات ہیں جن کی تحقیق و طباعت ملک میں ہی ہوئی۔ جیسے "العلل المتناھیہ" تحقیق: ارشاد الحق اثری

۴۔ اسی طرح نایاب کتب کی تصویری اشاعت جیسے "المدخل فی اصول الحدیث" مبصر: مولانا عبدالرشید نعمانی۔ کراچی ۱۹۹۱ء

○ ان میں کچھ مخطوطات کی تحقیق اور خوبصورت طباعت مع اعلیٰ کاغذ و جلد' اور پھر ان کی معمولی قیمت یہ سب کچھ علم کی خدمت کی نشاندہی کرتی ہے نہ کہ تجارت کی۔

○ ان تحقیقات میں محققین کی عربی زبان پر دسترس کے ساتھ دیگر علوم سے گہری وابستگی اور معرفت صاف نظر آتی ہے۔

○ ان کتابوں کی تحقیق' ترتیب' ترقیم و ہوامش' اختصار' جامعیت اور مخطوطے کے مختلف نسخوں کے درمیان فرق کی نوعیت وغیرہ کو جس طرح اور جس جدید انداز سے پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً تحقیق کے منہج اور اس کے ضابطوں کے عین مطابق ہے جو کسی بھی عرب یا مغرب کے عالم کے تحقیقی کام سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

○ محققین نے ان کتب کی تحقیق میں ایک مخطوطے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ایک سے زائد مخطوطات کو حاصل کر کے اپنے محدود وسائل بھی استعمال کئے۔ پھر ان میں سے صحیح ترین نسخے کا انتخاب کر کے اسے نص (متن) کی حیثیت دی۔ اور دوسرے مخطوطات سے مقابلہ کر کے حاشیے میں بالاختصار ان کا بھی ذکر کیا۔

○ کتابت کی غلطیاں بھی شاذو نادر دیکھنے میں آئیں۔ پروف ریڈنگ کے کام کو کمل احتیاط سے

سرانجام دیا گیا۔

اس بہتر اور قابل قدر علمی کام کے منصہ شہود پر آنے کی وجہ محققین کی ذاتی دلچسپی کے علاوہ ان اداروں کی سرپرستی ہے جنہوں نے محققین کی محنت' قابلیت اور ان کے ذوق سلیم سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

تحقیق مخطوطات میں حتی المقدور کوشش کے باوجود کوئی نہ کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ اور بقول امام شافعی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو ہر قسم کی غلطی اور بھول سے محفوظ رکھا ہے کسی دوسری کو نہیں۔ اس لئے میں ان محققین کے علمی فضل و مقام کا اعتراف کرتے ہوئے انتہائی عاجزی کے ساتھ چند امور کی جانب توجہ مبذول کرانے کی جسارت کروں گا۔

تحقیق نص کے بارے میں آراء:

اس ضمن میں پہلی اہم بات نص (متن) کا صحیح طور پر اخراج کرنے ہی ہے۔ اس کو صحیح طور پر کس طرح نکالا جائے۔ محققین کی اس سلسلے میں دو آراء ہیں۔ اور ہر رائے کے بے شمار مویدین ہیں۔

○ پہلی رائے کے مطابق اخراج النص صحت کا التزام کرتے ہوئے اور مزید فوائد کی طرف اشارہ کئے بغیر کر دی جائے تو اس کا قاری یا محقق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ نص کی توضیح' حاشیے' اختلاف نسخ کے بارے میں معلومات کی فراہمی' نص (متن) میں لئے گئے اقتباسات' مراجع اور پھر بغیر اکتاہٹ کے ان تمام چیزوں کی توضیح کے لئے مصادر کا کھوج وغیرہ یہ سب امور بہت اہم ہیں۔ مگر اس رائے پر محققین کی ایک قلیل تعداد نے عمل کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ کام مراجع اور مصادر کی عدم موجودگی اور وسائل کی تنگی کے باعث تھکا دینے والا عمل ہے۔

○ دوسری رائے یہ ہے کہ اخراج نص میں حاشیے اور تعلیقات وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی مصادر اور تصحیف و تحریف اور ناسخ کی نص (متن) میں غلطی کی نشاندہی کی ضرورت ہے۔ صرف نص (متن) کا اخراج ہی کافی ہے۔ اس رائے کے مویدین نے بہت سے مخطوطات تحقیق کے بعد طبع کروا دیئے ہیں اور دنیا میں اپنی ان کاوشوں کو پھیلا بھی دیا ہے۔ اس کا نقصان یہ ہوا ہے کہ محققین کو جب بھی ان کتب کی طرف رجوع کرنا پڑا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس قسم کی غیر صحیح کتاب سے بہتر ہے کہ اصل مخطوطے سے ہی رجوع کر لیا جائے۔

○ ایک تیسری رائے بھی سامنے آئی ہے کہ اخراج النص جس شکل میں موجود ہے بغیر کسی

تغیر اور تصحیح کے آنی چاہیے تاکہ اصل مخطوط مارکیٹ میں ہو اور اہل علم اس سے براہ راست فائدہ اٹھا سکیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مخطوطات میں بہت سے الفاظ اور تعبیرات میں ناسخ یا مؤلف کی طرف سے کچھ ایسے طرز اور انداز اپنائے جاتے ہیں جو مولف یا ناسخ کے زمانے کی طرز لغت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ انداز ہمیں اس سے بھی باخبر کرتا ہے کہ اس زمانے میں تہذیب کیا تھی اور لغوی ترقی کے مدارج کیا کیا تھے۔ لیکن تحقیق مخطوط کی صورت میں یہ سب چیزیں اوجھل ہو سکتی ہیں اس رائے کے موید اکثر اہل مغرب ہیں یا وہ جو ان سے متاثر ہیں غالباً" انہوں نے یہ سمجھا کہ جس طرح یورپین زبانیں بتدریج اپنی موجودہ حالت میں آگے بڑھی ہیں بعینہ اسی طرح عربی زبان بھی تدریجی ارتقاء سے اس مقام تک پہنچی ہے۔

ہماری رائے میں تحقیق نص محض لکھنے کا نام نہیں کہ جو چاہے یہ کام کر دے۔ بلکہ مصنف کے کام کو ایک جدید طرز پر پیش کرنے کا نام ہے جیسے مصنف نے خود اپنے دور میں اس کام کو جدید انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح یہ بات بھی عقلی طور پر نامناسب ہو گی کہ ایک ایسے مخطوطے میں ہم ایک نحوی یا صرفی غلطی کو تسلیم کرلیں جسے عربی زبان کے عالم نے لکھا ہو۔ ممکن ہے یہ مزعومہ غلطی بھی مصنف کے زمانے کی زبان یا ناسخ کے زمانے کی زبان کی نشاندہی کرتی ہو۔

تحقیق نص سے مراد یہ بھی نہیں کہ محقق کو صرف عربی آنی چاہیے بلکہ اسے مختلف علوم کا ماہر ہونا چاہیے اس لئے کہ تحقیق متن کے لئے موضوع کتاب پر دسترس بھی از بس ضروری ہوتی ہے۔

غلطی اور سقطات کی نشاندہی:

پہلی دو آراء میں نص کو صحیح نکالنے پر تقریباً اتفاق رائے پایا جاتا ہے کیونکہ مصنف یا ناسخ کی غلطی سے متنبہ کرنا محقق کا کام ہے۔ نیز جہاں سقطات (Omissions) ہیں اس مشکل کو بھی حل کرنا محقق کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

معجم السفر میں رقم: 315,308, 131 اور 566 میں جو احادیث روایت کی گئی ہیں ان میں سقطات ہیں۔ ان Omissions کو مکمل شکل میں پیش کرنا ممکن تھا۔ اگر محقق کو السلفی کی کتاب الاربعین میسر آ جاتی جس کے متعدد نسخے یورپ اور عرب دنیا کی لائبریریوں میں موجود ہیں' تو کتاب الاربعین کی احادیث نمبر 8, 11, 13 اور 35 ان سقطات کی نشاندہی کرتیں۔ دیکھئے آخر میں

"کتاب الاربعین" للسلفی کی فوٹو کاپی نمبرا، علامت ✓ ان احادیث کی نشاندہی کرتی ہیں جو "معجم السفر" میں نامکمل ہیں۔

یہی حال "المدخل فی اصول الحدیث" کا ہے۔ جس میں بے شمار مقلات پر دو تین سطروں کے سقطات ہیں۔ حتی کہ کتاب کے پہلے صفحہ پر امام حاکم کا نام الحافظ البیع لکھا گیا ہے جب کہ ابن البیع کے نام سے محدثین کے ہاں معروف ہیں۔ ناشر نے پرانی کتاب کو تصویری شکل میں شائع تو کر دیا مگر دوسرے نسخے یا کتاب کی طباعت یا اس کی خبرو اطلاع کے حصول کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ پروفیسر جیمز رابسن نے ۱۹۵۳ میں اسی کتاب "المدخل فی علم الحدیث" کو تحقیق کر کے ترجمہ سمیت شائع کیا تھا۔ شیخ راغب الطباخ کی شائع شدہ کتاب جو تحقیق کے وقت پروفیسر رابسن کے پاس تھی کے علاوہ دیگر مخطوطات کو بھی محقق نے سامنے رکھا۔ اس طرح کتاب کی بڑی محنت کے ساتھ نوک پلک درست کر کے اسے شائع کیا۔ را۔سن کی تحقیق سے اندازہ ہوتا ہے کہ طباخ کے مطبوعہ نسخے میں بے شمار سقطات اور اغلاط ہیں۔ دیکھئے فوٹو کاپی نمبر۲، ایک مستشرق نے اس مخطوطے کو بڑی محنت اور جانفشانی سے خود لکھا۔ اور مخطوطے کے مختلف نسخوں کے درمیان مقابلہ کر کے نص (متن) کا انتہائی صحیح اور انسب انداز سے اخراج کیا۔ جبکہ پاکستان میں تصویر کو طبع کر دیا گیا۔ اور نص کے صحیح اخراج کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ مزید یہ کہ دونوں کتابوں کے پہلے صفحہ کو مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو تصویری نسخہ میں بے شمار اغلاط و سقطات بھی ہیں۔

"العلل المتناهية" کی نص میں بھی سقطات موجود تھے۔ مگر وہاں محنت شاقہ سے دوسرے نسخوں اور قابل اعتماد مصادر کے ذریعے سے ان سقطات کو دور کیا گیا۔

یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی مخطوطے پر کام کرنے سے قبل مصنف مخطوط کی تمام علمی کتب کو حاصل کیا جائے خواہ وہ مطبوعہ ہوں یا غیر مطبوعہ، اس کے علاوہ سارے علمی کام کو جو مصنف کے بارے میں منظرعام پر آچکا ہو، ضرور حاصل کیا جائے اس طرح کتاب کے سقطات وغیرہ کی اصلاح میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ جیسا کہ محمود محمد زیتون کی کتاب "السلفی اشہر علماء الزمان" اور اسی طرح حسن عبدالحمید صالح کی کتاب "الحافظ ابو طاہر السلفی" دراصل مؤلف مرحوم نے کتاب "معجم السفر" کو جولائی ۱۹۷۲ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں تحقیق کر کے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں اپنے اس رسالہ کے ایک حصے کا عربی ترجمہ بعنوان "الحافظ ابو طاہر السلفی"

شائع بھی کیا بہرحال مطبوعہ کام کی موجودگی تحقیق کے عمل کو مزید بہتر بنانے میں مدد دے سکتی ہے۔

مصنف کی غلطی کی اصلاح:

اسی طرح مصنف یا ناسخ کی غلطی یا سہو کی اصلاح بھی تحقیق مخطوط میں ایک اہم کام ہے بلاشبہ مصنف کی غلطی کی اصلاح ایک دشوار کام ہے شاید اسی وجہ سے اس قدیم اختلافی مسئلہ پر محدثین کرام بھی ایک جامع رائے قائم نہ کر سکے مگر کچھ بنیادی قواعد کی نشاندہی انہوں نے ضرور کی ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں: "اکثر مشائخ کا نقل روایت میں یہی منہج رہا ہے کہ جس طرح اسے سنا ہے یا وہ روایت پہنچی ہے اسے بغیر کسی تبدیلی کے من و عن کتاب میں درج کر دیا جائے۔"

دوسری طرف اہل علم کی ایک معقول تعداد سماع و قرأت میں کی گئی اغلاط کی نشاندہی ضرور کرتی ہے۔ خواہ وہ کتاب کے حاشیہ میں ہی کیوں نہ کرنی پڑی۔ لیکن اصل کتاب جس حالت میں ہے اسے ویسے ہی باقی رکھتے ہیں۔

مگر کچھ لوگ اس غلطی کی اصلاح کی جرات بھی کر لیتے ہیں۔ مبادا کوئی نالائق اس اصلاح کی جرات کر بیٹھے اور جو بے علم ہے وہ اس علمی کتاب کی غلطی پر مسلط ہو جائے۔ الالماع: 186-185

مندرجہ بالا اصولوں کے مطابق "المدخل فی اصول الحدیث" کے مبصر نے صفحہ ۱۰ کی نص میں غلطی کو حاشیے میں بزعم خویش لکھا مگر غلطی سے وہ خود محفوظ نہ رہ سکے۔ مثلاً تدریب میں عبارت یوں درج ہے "......سمعت احمد بن حنبل صح من الحدیث سبعمائة الف و کسر" جب کہ یہ عبارت "المدخل میں ...... سبعمائة الف حدیث" لکھی ہے۔ پھر حاشیہ میں اس غلطی کی اصلاح تو نہیں کی گئی مگر وہاں جو عبارت درج کی گئی وہ تدریب کے متن سے بالکل غیر متعلق ہے۔ وہاں تو حافظ ابوزرعۃ کے بارے میں امام بیہقی کے ملاحظات ہیں' نہ کہ امام احمد کے قول کے بارے میں۔ دیکھئے صفحہ ۵۰ تدریب الراوی۔

اسی طرح المدخل کے اسی صفحہ ۱۰ پر متن کی عبارت ...... یملی سبعین الف حدیث حفظا لکھا ہے مگر اس پر جو حاشیہ آرائی کی گئی وہاں سقط کے ساتھ نحوی غلطی کا بھی ارتکاب کیا

گیا حاشیہ میں عبارت یوں لکھی ہے:

"...... یملی سبعین حدیثا حفظا" جبکہ اسے یوں ہونا چاہیے "یملی سبعین الف حدیث حفظا" دیکھئے "المدخل" کی فوٹو کاپی نمبر ۳۔ حاشیے میں دی گئی عبارت اور تدریب الراوی کے صفحہ ۵۰'۵۱ کی عبارت' دونوں کا بغور مطالعہ اس فرق کو واضح کردے گا۔

○ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ نص محقق کی شرح اہم نہیں بلکہ توضیح النص اور اس کا ضبط یہ دونوں تحقیق مخطوط کے اساسی مقاصد ہیں۔

"المدخل فی اصول الحدیث" میں تصویری نص کو من و عن کیا گیا ہے۔ مگر توضیح النص اور اس کا ضبط کرنے کی بجائے نص محقق کی شرح پر زور دیا گیا جو اردو میں لکھی گئی۔ مزید یہ کہ یہ شرح مصنف کی فکر سے بھی ہم آہنگ نہیں جو بجائے خود تحقیق کے اساسی مقاصد کے خلاف ایک امر ہے۔

تخریج حدیث:

اسی طرح مخطوط میں وارد شدہ احادیث بھی توضیح النص کے زمرہ میں آتی ہیں۔ جن کی تخریج بھی تحقیق مخطوطات میں شامل ہے۔ اس عمل سے مصنف کی حدیثی صلاحیتوں یعنی رجال حدیث اور حدیث کے اختیار کرنے کے مراتب و طبقات کا علم ہوتا ہے اس طرح مصنف کا حدیث میں ایک مرتبہ و مقام متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔

مشکلات القراۃ:

ایک اور اہم مشکل جو تحقیق مخطوطات میں شامل ہے وہ مخطوط میں بعض کلمات کے غیر واضح ہونے کی وجہ سے ان کی صحیح القراء ے ہے۔ یہ بھی بے شمار اور متنوع ہوتی ہیں۔ اسی سبب سے ان کا کوئی عام قاعدہ نہیں۔ لیکن خاص حالات میں ان کا خاص مطالعہ ضروری ہے تاکہ محقق ایک معین لفظ تک پہنچ جائے۔ اس صورت میں محقق کو چاہیے کہ وہ خود ہی اس مشکل سے نکلنے کا راستہ تلاش کرے۔

مزید یہ کہ ایک مشکل لفظ کے استعمال سے متعدد احتمالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس کے حل کے لئے صحیح تعبیر اختیار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی خاص منہج اور قاعدہ تو نہیں مگر کچھ مبادیات ضرور ہیں۔ اس لئے کہ ہر خاص مشکل خاص طریقے سے ہی حل ہوتی ہے اور اسی مناسبت سے اصول و قواعد متعین کئے جاتے ہیں۔

پہلی بات جو محقق کے لئے قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ وہ اس مشکل کے حل کے لئے کچھ اور وجوہ و اسباب پر غور کرے۔ یعنی وہ یہ دیکھے کیا یہ ناسخ کی کارستانی ہے یا مصنف سے سہو ہوا ہے یا مولف نے جہاں سے اقتباس لیا ہے وہ اصل مرجع نہیں ہے۔ اسی تحقیق کو غمص سے حقیقی صورت واضح ہو جائے گی۔ محدثین نے اس قسم کی کوششوں کا اعتبار کا نام دیا ہے۔

مثلاً ایک حدیث حماد بن سلمہ روایت کرتے ہیں جو انہوں نے عن ایوب عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے۔ یہ حدیث ایوب کے علاوہ ان کے معاصرین میں سے کسی کے پاس نہیں۔ اب جرح کرنے سے قبل ہمارے لئے مناسب ہو گا کہ ہم دیکھیں کہ ایوب سے حماد کے علاوہ بھی کوئی اور روایت کرتا ہے۔ اگر کوئی راوی ملجاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ حماد کے علاوہ اور لوگوں نے بھی ایوب سے روایت کی ہے۔ اسی طرح ابن سیرین سے ایوب کے علاوہ کوئی اور بھی روایت کرتا ہے یا نہیں۔ اگر کرتا ہے تو حدیث کی اصل (Source) مل جاتی ہے اسی طرح حضرت ابوہریرۃ سے ابن سیرین کے علاوہ دوسرے بھی روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرۃؓ کے علاوہ اور صحابہ بھی روایت کرتے ہیں یا نہیں۔ بعینہ اسی طرح نص کی مشکلات' اس کی علل اور پھر ان کے مصادر معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

بلاشبہ کتابت کی بہت سی مشکلات بعض حروف کے باہم متشابہ ہونے سے یا لکھائی میں ایک دوسرے کے قریب ہونے سے ہوتی ہیں۔ جو بسا اوقات ناسخ پر بھی مخفی رہ جاتی ہیں۔ نتیجتاً وہ قرات میں غلطی کر کے کتابت کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس مشکل سے نمٹنے کے لئے یہ مناسب نہیں ہو گا کہ اس کی اصلاح اپنی طرف سے کر دی جائے۔ بلکہ مناسب ہو گا کہ مخطوط میں لفظ کے ہیکل کو ذہن نشین کرے۔ اس کی ظاہری شکل کو بالکل تبدیل نہ کرے اور جو اس غیر مفہوم لفظ کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرے اگر خدانخواستہ اپنی طرف سے لفظ کی تصحیح قلم سے کر دی گئی تو پھر اس مشکل کو بمشکل ہی حل کیا جا سکے گا۔

مثلاً "معجم السفر کا لفظ "معجم الشعراء" کے متشابہ ہے۔ ابوطاہر السلفی کی کتاب کا نام "معجم السفر" قرار پا چکا ہے۔ چیسٹر بیٹی لائبریری میں اس کتاب کا مخطوطہ موجود ہے اس کے پہلے صفحہ پر ناسخ کی غلطی سے "معجم الشعراء" لکھا ہوا ہے اور پھر آربری نے بھی یہی نام

تائید کے طور پر براکلمان سے لے کر اپنی فہرست میں لکھ دیا ہے اور اسے ایک الگ کتاب قرار دیا ہے اگر اس مشکل لفظ کو ناسخ ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار پڑھتا اور کتاب کے مواد کو بھی جانچتا تو شاید اس مشکل کا حل جلد بازی کے بغیر پالیتا۔"معجم السفر" مطبوعہ پاکستان نے اس مشکل کو حل کیا اور بتایا کہ شکل میں باہم متشابہ ہونے سے ناسخ التباس کاشکار ہو گیا ہے۔ اور یہ لفظ "معجم الشعراء" نہیں بلکہ "معجم السفر" ہے بلکہ اس نام کی کوئی کتاب السلفی نے تصنیف ہی نہیں کی۔

تصحیف و تحریف:

- تصحیف : حرف کے نقطے یا اس کی حرکت میں تبدیلی کہ خط کی صورت باقی رہے تو اسے تصحیف کہتے ہیں۔ جیسے نمت نمت او رلعلہ' لعلہ' الغفل' العدل' عباس' عیاش' حمزۃ' جمرہ' ثوری' توزی
- تحریف : سے مراد
- اصل مقصود سے ہٹ جانا
- کام میں اضافہ یا نقص
- بعض کلمات کی تبدیلی

نصوص کی تحقیق میں تصحیف و تحریف سے بچنا ایک بڑا اہم اور پر خطر مرحلہ ہے۔ نص کو جس طرح مؤلف نے لکھا اور پیش کیا' محقق کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے ہر قسم کے عیب سے پاک کر کے پیش کرے۔ یہ کام اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ یہ نص زیور طباعت سے آراستہ ہو گی اور طالب علم کے ہاں ایک وقیع یا غیروقیع چیز قرار پائے گی۔ ہو سکتا ہے تحقیق کے بعض پہلوؤں میں اس سے اغماض برتا جانا صحیح سمجھا جاتا ہو۔ مثلاً نقل کی توثیق میں' مراجع یا اقتباسات کی تخریج میں یا فہارس سازی میں غلطی کو غیر اہم سمجھا جاتا' مگر بہرحال کسی لفظ کا ترک کر دینا یا اس کو اصل جگہ سے زائل کر دینا بھی اہل تحقیق کے ہاں یا علم کی دنیا میں قابل عذر چیز نہیں ہے۔اس کا سبب ان کے ہاں غفلت' جہالت یا جان بوجھ کر تصحیف اور تحریف کا ارتکاب کرنا ہے کہ یا تو محقق نے یہاں خاص مہارت دکھائی ہے یا مصنف کا مذاق اڑایا ہے یا اس کی تشنیع مقصود ہے۔ یہ خطرہ اس وقت مزید سامنے آتا ہے جب کسی مصحف لفظ پر اپنا عقیدہ بنا لیا جائے یا کوئی اور لفظ سمجھ کر اس پر عمل کر لیا جائے۔

امام سیوطیؒ نے تدریب میں لکھا ہے کہ عیسائیوں نے ایک لفظ میں نقطے کی بدولت دھوکہ کھایا اور اس کی شکل کی تصحیف کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کیا۔

اللہ تعالیٰ نے انجیل میں فرمایا تھا۔ "یا عیسی انت نبیی' ولدتک من البتول" (ترجمہ) "اے عیسیٰ! تو میرا نبی ہے میں نے تجھے بتول سے پیدا کیا ہے۔" انہوں نے تصحیف کی اور اسے یوں پڑھا "انت بنیی۔ ولدتک من البتول" (ترجمہ) "تو میرا بیٹا ہے بتول سے میں نے ہی"

مصحف لفظ پر عمل درآمد کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے اس کی مثال حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب وہ خط ہے جس میں انہوں نے حامل رقعہ کے لئے یہ لکھا "اذا جاء کم ھذا فاقبلوہ" جب یہ تمہارے پاس پہنچے تو اسے قبول کر لو۔ تو ناسخ نے یا قاری نے اس کو مصحف لکھا یا پڑھا اور "فاقبلوہ" کی بجائے "فاقتلوہ" یعنی "اسے قتل کر ڈالو" پڑھ لیا۔ اور پھر بعد میں جو حادثات پیش آئے وہ غالباً" اسی تصحیف کا نتیجہ تھے۔

"معجم السفر" ہو یا "العلل المتناھیة" دونوں نسخوں کا مقارنہ' مختلف مراجع کی طرف رجوع' حرف کی ہیکل کا صحیح اندازہ وغیرہ کی وجہ سے تحقیق نص میں بحمداللہ کسی تصحیف یا تحریف کا وقوع حتی المقدور نظر نہیں آیا۔ یوں لگتا ہے کہ محققین نے بھرپور ذمہ داری نبھا کر اس اہم اور پرخطر مرحلے کو بڑی کامیابی کے ساتھ طے کیا ہے۔

محقق کی خصوصیات:

محقق میں درج ذیل خصائص کا ہونا اس لئے ضروری ہے تاکہ اس کا عمل اور محنت کارآمد اور مفید ہو بصورت دیگر یہ آسان کام نہیں ہے۔ ان خصائص میں سے کچھ تو علم کا تقاضا کرتی ہیں اور کچھ اخلاق' لیکن اخلاقی خصوصیت ہر لحاظ سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے کیونکہ علمی کام کا جوہر یہی اخلاقی عمل ہے۔

○ امانت و صبر۔ بغیر کمی پیشی کئے صحیح نص لکھے۔ یہ عمل' کام' وقت اور محنت کی قربانی مانگتا ہے اور مسلسل صبر کا تقاضا بھی کرتا ہے۔

○ علمی قابلیت۔ اس سے مراد وہ علم ہے جو مخطوطے سے متعلق ہے تاکہ اس پر ایک دسترس حاصل ہو' اور اس کام کے لئے علمی و ذہنی طور پر باخبر ہو۔ اور جو کچھ اس کتاب میں ہو اسے اچھی طرح سمجھ بھی سکے۔

محقق اور مصنف

محقق کے لئے یہ ضروری ہے کہ:

○ اس کی فکر مصنف کی فکر سے ہم آہنگ ہو۔ اس کا علم بھی مصنف کے علم کے قریب ہو۔ یا کم از کم مصنف کے افکار کے بارے میں محقق پوری طرح باخبر ہو۔

○ مصنف کے کام کا منہج اچھی طرح بدقت جانے کہ وہ کیسے نقل کرتے ہیں یا کس طرح اختصار سے کام لیتے ہیں اور کون سی بات کس کتاب سے یا مؤلف سے پسند و ناپسند کرتے ہیں اور کن کن باتوں میں وہ متفرد ہیں اور کن باتوں میں وہ نقال ہیں۔

محقق اور کتاب کے مصادر:

محقق نے جس کام کو ہاتھ لگایا ہے۔ اس کتاب کے موضوع کے بارے میں مزید مصادر کا علم ہو۔ پھر بعد میں مصادر کتب کو دیکھے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ ان مصادر کی اور موضوع کی معرفت کے بعد یہ علم ہو جائے گا کہ مصنف کی اس کتاب کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور مصنف نے بھی محقق کو کتنا فائدہ پہنچایا۔ اس ضمن میں یہ باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

۱۔ قمش ثم فتش "پہلے جھاڑو دیجئے' پھر تلاش کیجئے" والا اصول سامنے ہو۔ کیونکہ محض جمع و ترتیب مقصود نہیں بلکہ تحقیق مقصود ہے۔

○ محقق اقتباسات کو اس کے اصل مصدر سے نکالنے کے لئے کوشش یہ کرے کہ اوثق نسخہ کو استعمال میں لائے کیونکہ ہر نسخہ مقابل صحیح نہیں ہوتا۔

○ محقق نسخوں میں تفاوت سے ضرور آگاہ کرے۔ اسناد اور اختلاف طرق کی وجہ سے نسخوں میں بڑا فرق واقع ہو جاتا ہے۔

یہ سب خصوصیات "معجم السفر" اور "العلل المتناهية کے محققین میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور بلاشبہ ان کی یہ انتھک کاوشیں پاکستان جیسے غیر عرب ملک میں اسلامی ورثہ کی حفاظت اور ان سے گہری وابستگی کی روشن دلیل ہے۔

ایک اور بات بھی عرض کرتا چلوں کہ قاری اور سامع ہمیشہ آواز میں خاص زیر و بم اور کتاب میں رموز و اوقاف کے شدید محتاج ہوتے ہیں۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ سماع کے وقت یا کسی چیز کو پڑھتے وقت بات کو باسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ ہر زبان میں لکھنے اور پڑھنے کے قاعدے اور ضابطے مقرر ہیں مگر عربی زبان کا معاملہ تو قابل رحم ہے۔ اس سلسلے میں جو قاعدے اور ضابطے متفق علیہ ہیں اگر ان پر عمل کر لیا جائے تو پھر بھی قاری یا سامع کی کچھ ضروریات پوری ہوتی

ہے۔ مثال کے طور پر:

نقطہ	.	Full Stop
فاصلہ	،	Comma
الشولة المنقوطة	;	Semi Colon
علامة الاستفہام	□	Sign of interrogation
علامة الانفعال	!	Sign of exclamation
النقطتان	:	Colon
الشرطة	-	Dash وغیرہ

"معجم السفر" میں اس کا اہتمام شاذ ہی کیا گیا ہے جبکہ "العلل المتناهية" میں ان ضابطوں پر عمل انسب مقالات پر دیکھا گیا ہے۔

آخر میں ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ اس اہم موضوع پر اظہار خیال کے لئے مجھے موقع دیا اور اس کا اہل سمجھا مزید یہ کہ پاکستان بھر کے علماء کی تحقیقی کاوشوں سے مستفید ہونے کی فرصت فراہم کی امید ہے کہ ادارہ کی یہ کوشش مستقبل میں اسلامی ورثہ کی حفاظت اور تحقیق کے لئے مزید مخلصانہ کاوشوں کو بروئے کار لائے گی۔